ہنگامی علاج معالجے کے بعد گھروں کو بھیج دیا جائے گا کیونکہ روسی' ہسپتال پر بھی بم باری کرتے ہیں۔

کوئی بھی ہتھیار نہیں مانگ رہا تھا' اور نہ کوئی خوراک اور پیسے کے لیے کہہ رہا تھا۔ وہ بل کلنٹن سے مزید تقاریر بھی نہیں چاہتے۔ "ہم آپ سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ روسیوں کو لوگوں کو ہلاک کرنے سے روکا جائے۔ ہمیں کچھ نہ سمجھاؤ۔ بس یہ کام کرو"۔ مجھے یہ تاثر نہیں ملا کہ وہ جلد ہمت ہارنے والے ہیں۔

کار خراب ہوگئی۔ ہم سڑک کے کنارے انتظار میں کھڑے ہو گئے اور ہمارے پاس کرنے کے لیے اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ برسنے والے میزائلوں کی گنتی کریں۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی دیو چل رہا ہو' جو ہر تیسرے سیکنڈ کے بعد ایک قدم اٹھا کر ایک گھر تباہ کر رہا ہو۔

بم باری صبح پانچ بجے سے ۱۱ بجے دن تک ہوتی ہے' وقفہ صرف کھانے کے وقت یا شفٹ کے تبدیل ہونے پر ہوتا ہے' اور پھر دو بجے دوپہر سے غروب آفتاب تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کمانڈر بھی رات کو شہر چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ جیسے کوئی خوف ناک واقعہ رونما ہونے والا ہے (روزنامہ ڈان ۱۱ دسمبر ۱۹۹۹' دی گارجین نیوز سروس۔ ترجمہ: امجد عباسی)

ملائیشیا میں اسلامی پارٹی کی پیش رفت

محمد ایوب منیر

ملائیشیا میں قومی انتخابات کا مرحلہ بخیروخوبی مکمل ہوا۔ ۱۱ ریاستوں کے انتخابات کے نتائج بھی سامنے آچکے ہیں' وزیراعظم مہاتیر محمد دو تہائی اکثریت کے ساتھ حکومت بنائیں گے اور اپنے اقتصادی پروگرام کو جاری و ساری رکھیں گے۔ ان انتخابات کی سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ اسلامی پارٹی ملائیشیا (PAS) نہ صرف دو صوبوں کلنتان اور ترنگانو میں حکومت بنائے گی بلکہ وفاقی اسمبلی میں بھی حزب اختلاف کا کردار ادا کرے گی۔

ملائیشیا میں آزادی کے بعد یہ دسویں انتخابات ہیں۔ ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ کی آبادی ہے اور اسمبلی میں نشستوں کی تعداد ۱۹۳ ہے۔ بارلیان نیشنال (BN) کے اتحاد نے ۱۴۸ نشستیں حاصل کی ہیں۔ اس اتحاد کی سب سے بڑی پارٹی ۱۸ سال سے برسراقتدار یونائیٹڈ ملے نیشنل آرگنائزیشن (UMNO) ہے جو سیکولر جمہوری چہرہ رکھتی ہے' اور اقتصادی ترقی کو اپنا مقصود قرار دیتی ہے۔ ۱۹۹۵ کے انتخابات میں اس حکمران پارٹی نے ۹۴ نشستیں حاصل کی تھیں اور اس مرتبہ ۷۲ نشستوں پر کامیابی حاصل کی ہے۔ دونوں کا تناسب ۶۵ فی صد تھا' جب کہ موجودہ انتخابات میں حاصل کردہ دونوں کا تناسب ۵۷ فی صد ہے۔ ملے چائنیز ایسوسی ایشن بھی حکمران پارٹی کی حلیف تھی اور اس نے ۲۷ نشستیں حاصل کیں۔ جمہوری پارٹی نے ۱۰ اور باقی نشستیں چھوٹی پارٹیوں نے حاصل کیں۔ سابق نائب وزیراعظم انور ابراہیم کی اہلیہ وان عزیزہ اسماعیل اپنے شوہر کے حلقہ انتخاب سے

کامیاب ہوئیں۔ ان کی پارٹی کے چار اور ممبران بھی کامیاب ہو گئے' تاہم میڈیا میں جس قدر انور ابراہیم کے حوالے سے خبریں آرہی تھیں' اس نسبت سے اس پارٹی کی مقبولیت کو دھچکا پہنچا ہے۔

اسلامی پارٹی ملائیشیا نے ان انتخابات میں ۴۲ نشستوں پر انتخاب لڑا اور ۲۷ نشستیں حاصل کرلیں۔ ملے آبادی کے نصف ووٹ حزب اختلاف نے حاصل کیے۔ ملائیشیا کی تاریخ میں پہلی بار اسمبلی کے اندر قائد حزب اقتدار اور قائد حزب اختلاف ملے ہوں گے' جب کہ قائد حزب اختلاف "پاس" کا نمایندہ ہو گا۔ "پاس" کی دوسری کامیابی یہ ہے کہ اس نے غریب کلنتان صوبے میں نہ صرف دوبارہ حکومت بنالی ہے بلکہ ترنگانو صوبے میں بھی اس نے ساری نشستیں جیت لی ہیں۔ ترنگانو کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ ملک کے تیل کے ذخائر کا ۶۵ فی صد اس صوبے سے حاصل ہوتا ہے۔

ترنگانو میں کامیابی کے اعلان کے بعد شراب خانوں اور ڈانس گھروں کے مالکان نے اپنے لیے متبادل کاروبار تلاش کرنا شروع کر دیے ہیں (ہفت روزہ ایشیا ویک' ۱۰ دسمبر ۱۹۹۹)۔

"پاس" کی متوقع انتخابی پیش رفت روکنے کے لیے مہاتیر محمد کے معاشی پروگرام اور اقتصادی خوش حالی کی منزل کو انتخابی سلوگن بنایا گیا۔ شہرت یافتہ میڈیا اداروں کے ذریعے مضبوط و منظم مہم چلائی گئی۔ "پاس" کے امیدواروں کے بارے میں دکھایا گیا کہ یہ فرقہ پرست (communalist) ہیں' چینیوں' ہندوؤں اور ملائیشیا کی دیگر اقلیتوں سے امتیازی سلوک کے علم بردار ہیں۔ عورتوں کو جبری طور پر حجاب پر مجبور کر دیں گے۔ شراب خانوں' تفریح کے مراکز' جوئے اور سٹے جیسی مروج اقتصادی اسکیموں کے مخالف ہیں' اور سب سے بڑی بات یہ کہ کلنتان کی اقتصادی پیش رفت میں کوئی غیر معمولی اضافہ نہیں ہوا۔ اس سب کے باوجود "پاس" نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ پارٹی کے نائب صدر مصطفیٰ علی نے واضح کر دیا کہ اقتصادی خوش حالی کی منزل اسلامی نظام سے ممکن ہے' شکست خوردہ "ایشین ٹائیگر" ماڈل سے نہیں۔

"پاس" کے قائدین: حاجی مصطفیٰ علی' عبدالہادی آوانگ اور سید ازمان احمد نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ کلنتان اور ترنگانو میں اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہ ہو گا۔ غیر مسلموں پر مجوزہ عائد ٹیکس کے حوالے سے انھوں نے کہا کہ پہلے سے عائد ٹیکسوں میں بھی چھوٹ دے دی جائے گی' تاہم قحبہ خانے' شراب خانے اور جوئے خانے کا اسلامی نظام میں جواز نہیں ہے۔ حجاب اختیار کرنے میں خواتین آزاد ہیں۔

انتخابات کے نتائج سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جمہوری فضا میں اسلامی احیاپسندوں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے' تو ان کے آگے بڑھنے کے امکانات موجود ہیں۔ اکثر ممالک میں' اقتصادی ترقی کے خواہاں' اسلام کے روایتی پیروکاروں اور اسلامی نظام کے نفاذ کے علم برداروں میں کش مکش بڑھ رہی ہے اور اسلامی احیا کے علم بردار جب اپنی بات عوام الناس تک پہنچا دیتے ہیں تو انھیں ووٹ بھی ملتے ہیں۔